نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء

سینٹ آف پاکستان نے مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف کا پیش کردہ "شریعت بل" پانچ سال کی طویل بحث و تمحیص کے بعد ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء کو متفقہ طور پر "نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء" کے عنوان کے ساتھ منظور کر لیا ہے ۔ یہ بل ۱۳ جولائی ۸۵ء کو ایوان بالا میں پیش کیا گیا تھا اور اس پر پانچ سال کے دوران متعدد کمیٹیوں نے کام کیا اور اسے سینٹ سیکرٹریٹ کی طرف سے عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر بھی کیا گیا ۔ بل میں مختلف حلقوں کی طرف سے متعدد ترامیم پیش کی گئیں اور ترامیم سمیت سینٹ نے بل کا جو آخری مسودہ متفقہ طور پر منظور کیا ہے اس کا متن درج ذیل ہے ۔ (ادارہ)

ہرگاہ کہ قراردادِ مقاصد کو ، جو پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے ، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مستقل حصے کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا ہے

اور ہرگاہ کہ مذکورہ قراردادِ مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے ۔

لہٰذا حسب ذیل قانون بنایا جاتا ہے ۔

(۱) <u>مختصر عنوان ، وسعت اور آغاز نفاذ</u>

(۱) یہ ایکٹ نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء کے نام سے موسوم ہوگا ۔

(۲) یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا ۔

(۳) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا ۔

(۴) اس میں شامل کسی امر کا اطلاق غیر مسلموں کے شخصی قوانین پر نہیں ہوگا ۔

(۲) **تعریفات :** اس ایکٹ میں ، تاوقتیکہ متن سے اس کے مختلف مطلوب ہو ، حسب ذیل عبارات سے وہ مفہوم مراد ہے جو یہاں ترتیب وار دیا گیا ہے ۔

(الف) "حکومت" سے مراد

(اوّل) کسی ایسے معاملے سے متعلق جسے دستور میں وفاقی قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شمار کیا گیا ہو یا کسی ایسے معاملے کے بارے میں جس کا تعلق وفاق سے ہو "وفاقی حکومت" ہے ، اور

(دوم) کسی ایسے معاملے سے متعلق جسے مذکورہ فہرستوں میں سے کسی ایک میں شمار نہ کیا گیا ہو یا کسی ایسے معاملے کے بارے میں جس کا تعلق صوبے سے ہو "صوبائی حکومت" ہے ۔

(ب) شریعت کی تشریح و تفسیر کرتے وقت قرآن و سنت کی تشریح و تفسیر کے مسلّمہ اصول و قواعد کی پابندی کی جائے گی اور راہنمائی کے لیے اسلام کے مسلّمہ فقہاء کی تشریحات اور آراء کو ملحوظ رکھا جائے گا جیسا کہ دستور کی دفعہ ۲۲۷ شق (۱) کی تشریح میں ذکر کیا گیا ہے ۔

(ج) "عدالت" سے کسی عدالت عالیہ کے ماتحت کوئی عدالت مراد ہے ۔ اس میں وہ ٹریبونل یا مقتدرہ شامل ہے جسے فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کی رُو سے یا اس کے تحت قائم کیا گیا ہو ۔

(د) "قراردادِ مقاصد" سے مراد وہ قراردادِ مقاصد ہے جس کا حوالہ دستور کے آرٹیکل ۲ (الف) میں دیا گیا ہے اور جس

کو دستور کے ضمیمے میں درج کیا گیا ہے۔

(ز) "مقررہ" سے مراد اس ایکٹ کے تحت مقررہ قواعد ہیں۔

(و) "مستند دینی مدرسہ" سے مراد پاکستان یا بیرون پاکستان کا وہ دینی مدرسہ ہے جسے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن یا حکومت قواعد کے مطابق تسلیم کرتی ہو۔

(ح) "مفتی" سے مراد شریعت سے کما حقہ واقف وہ مسلمان عالم ہے جو کسی باقاعدہ دینی مدرسہ کا سند یافتہ اور تخصص فی الفقہ کی سند حاصل کر چکا ہو اور پانچ سال کسی مستند دینی مدرسہ میں علوم اسلامی کی تدریس یا افتاء کا تجربہ رکھتا ہو، جو دس سال تک کسی مستند دینی مدرسے میں علوم اسلامی کی تدریس یا افتاء کا تجربہ رکھتا ہو اور جسے اس قانون کے تحت شریعت کی تشریح اور تعبیر کرنے کے لیے عدالت عظمیٰ، کسی عدالت عالیہ یا وفاقی شرعی عدالت کی اعانت کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

۳۔ <u>شریعت کی بالادستی</u>، شریعت پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون [illegible] ذیل طریقے سے نافذ کیا جائے گا [illegible] دستور العمل میں شامل کسی امر کے [illegible]

۴۔ <u>عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں گی</u>

(۱) اگر کسی عدالت کے سامنے یہ سوال اٹھایا جائے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم شریعت کے منافی ہے تو عدالت اگر اسے اطمینان ہو کہ سوال غور طلب ہے، ایسے معاملات کی نسبت جو دستور کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے اختیار سماعت کے اندر آتے ہوں وفاقی شرعی عدالت سے استصواب کرے گی اور مذکورہ عدالت مقدمہ کا ریکارڈ طلب کر سکے گی اور اس کا جائزہ لے سکے گی اور امر تنقیح طلب کا ساٹھ دن کے اندر اندر فیصلہ کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر سوال کا تعلق کسی ایسے مسئلے سے ہو جو دستور کے تحت وفاقی شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہو تو عدالت امر تنقیح طلب کو عدالت عالیہ کے حوالے کر دے گی جو اس کا ساٹھ دن کے اندر اندر فیصلہ کرے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ عدالت کسی ایسے قانون یا قانون کے حکم کی نسبت اس کے شریعت کے منافی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کسی سوال پر غور نہیں کرے گی جس کا وفاقی شرعی عدالت یا عدالت عظمیٰ کی شریعت مرافعہ بنچ پہلے ہی جائزہ لے چکی ہو اور اس کے شریعت کے منافی نہ ہونے کا فیصلہ کر چکی ہو۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کا دوسرا فقرہ شرطیہ وفاقی شرعی عدالت یا عدالت عظمیٰ کی شریعت مرافعہ بنچ کی جانب سے دیے گئے کسی فیصلے یا صادر کسی حکم پر نظر ثانی کرنے کے اختیار پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

(۳) عدالت عالیہ، خود اپنی تحریک پر یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر یا ذیلی دفعہ (۱) کے پہلے فقرہ شرطیہ کے تحت اس سے کیے گئے کسی استصواب پر، اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی مسلم شخصی قانون کسی عدالت یا ٹریبونل کے ضابطہ کار سے متعلق کوئی قانون یا کوئی اور قانون جو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہو یا مذکورہ قانون کا کوئی حکم شریعت کے منافی ہے یا نہیں۔

مگر شرط یہ ہے کہ سوال کا جائزہ لیتے ہوئے عدالت عالیہ توضیح طلب سوال سے متعلقہ شعبہ کا تخصیصی ادراک رکھنے والے ماہرین میں سے جن کو وہ مناسب سمجھے کو طلب کرے اور ان کے نقطہ نظر کی سماعت کرے گی۔

۴۔ جبکہ عدالت عالیہ ذیلی دفعہ (۳) کے تحت کسی قانون یا قانون کے حکم کا جائزہ لینا شروع کرے اور اسے ایسا قانون یا قانون کا حکم شریعت کے منافی معلوم ہو، تو عدالت عالیہ ایسے قانون کی صورت میں جو دستور میں وفاقی فہرست قانون سازی یا مشترکہ فہرست قانون سازی میں شامل کسی معاملے سے متعلق ہو وفاقی حکومت کو یا کسی ایسے معاملے سے متعلق کسی قانون کی صورت میں جو ان فہرستوں میں سے کسی ایک میں بھی شامل نہ ہو صوبائی حکومت کو ایک نوٹس دے گی جس میں ان خاص احکام کی

مراحت ہو گی جو اسے بایں طور پر منافی معلوم ہوں اور مذکورہ حکومت کو اپنا نقطۂ نظر عدالت عالیہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب موقع دے گی۔

(۵) اگر عدالت عالیہ فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم شریعت کے منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں حسب ذیل بیان کرے گی۔

(الف) اس کی مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ

(ب) وہ حد جہاں تک ایسا قانون یا حکم بایں طور پر منافی ہے اور

(ج) اس تاریخ کا تعین جس پر وہ فیصلہ نافذ العمل ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ اس میعاد کے گزرنے سے پہلے جس کے اندر عدالت عظمیٰ میں اس کے خلاف اپیل داخل ہو سکتی ہو یا جبکہ اپیل بایں طور داخل کر دی گئی ہو اس اپیل کے فیصلے سے پہلے نافذ العمل نہیں ہو گا۔

(۶) عدالت عالیہ کو اس دفعہ کے تحت اپنے دیے ہوئے کسی فیصلے یا صادر کردہ کسی حکم پر نظر ثانی کرنے کا اختیار رہے گا۔

(۷) اس دفعہ کی رو سے عدالت عالیہ کو عطا کردہ اختیار سماعت کو کم از کم تین ججوں کی کوئی بنچ استعمال کرے گی۔

(۸) اگر ذیلی دفعہ (۱) یا ذیلی دفعہ (۲) میں محولہ کوئی سوال عدالت عالیہ کی یک رکنی بنچ یا دو رکنی بنچ کے سامنے اٹھے تو اسے کم از کم تین ججوں کی بنچ کے حوالے کیا جائے گا۔

(۹) اس دفعہ کے تحت کسی کارروائی میں عدالت عالیہ کے قطعی فیصلے سے ناراض کوئی فریق مذکورہ فیصلے سے ساٹھ دن کے اندر عدالت عظمیٰ میں اپیل داخل کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ وفاق یا کسی صوبے کی طرف سے اپیل مذکورہ فیصلے کے چھ ماہ کے اندر داخل کی جا سکے گی۔

(۱۰) اس قانون میں شامل کوئی امر یا اس کے تحت کوئی فیصلہ اس قانون کے آغاز نفاذ سے قبل کسی عدالت یا ٹریبونل یا مقتدرہ کی طرف سے کسی قانون کے تحت دی گئی سزاؤں، دیے گئے احکام یا صادر ہوئے فیصلوں، منظور شدہ ڈگریوں، ذمہ کیے گئے واجبات، حاصل شدہ حقوق، کی گئی تشخیصات، وصول شدہ رقوم یا اعلان کردہ قابل ادا رقوم پر اثر انداز نہیں ہو گا۔

تشریح: اس ذیلی دفعہ کی غرض کے لیے "عدالت یا ٹریبونل" سے مراد اس قانون سے آغاز نفاذ سے قبل کسی وقت کسی قانون یا دستور کی رو سے یا اس کے تحت قائم شدہ کوئی عدالت یا ٹریبونل ہو گی اور لفظ "مقتدرہ" سے مراد فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت قائم شدہ کوئی مقتدرہ ہو گی۔

(۱۱) کوئی عدالت یا ٹریبونل بشمول عدالت عالیہ کسی زیر سماعت یا اس قانون کے آغاز نفاذ کے بعد شروع کی گئی کسی کارروائی کو محض اس بنا پر موقوف یا ملتوی نہیں کرے گی کہ یہ سوال کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا حکم شریعت کے منافی ہے یا نہیں عدالت عالیہ یا وفاقی شرعی عدالت کے سپرد کر دیا گیا ہے یا یہ کہ عدالت عالیہ نے اس سوال کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہے اور ایسی کارروائی جاری رہے گی اور اس میں امر دریافت طلب کا فیصلہ فی الوقت نافذ العمل قانون کے مطابق کیا جائے گا۔ بشرطیکہ عدالت عالیہ ابتدائی سماعت کے بعد یہ فیصلہ نہ دے کہ زیر سماعت مقدمات کو عدالت کے فیصلے تک روک دیا جائے۔

(۵) <u>شریعت کے خلاف احکامات دینے پر پابندی:</u> انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر ایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہو تو اسے عدالت عالیہ میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

۶۔ <u>عدالتی عمل اور احتساب</u>: حکومت کے تمام عمال دستور کے تابع رہتے ہوئے اسلامی نظام انصاف کے پابند ہوں گے اور شریعت کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں ہوں گے۔

(۷) **علماء کو جج اور معاونینِ عدالت مقرر کیا جا سکے گا۔** (۱) ایسے تجربہ کار اور مستند علماء جو اس قانون کے تحت مفتی مقرر کیے جانے کے اہل ہوں عدالتوں کے ججوں اور معاونینِ عدالت کے طور پر مقرر کیے جانے کے بھی اہل ہوں گے۔

(۲) ایسے اشخاص جو پاکستان یا بیرونِ ملک اس مقصد کے لیے متعلقہ حکومت کے تسلیم شدہ اسلامی علوم کے معروف اداروں اور مستند دینی مدارس سے شریعت کا راسخ علم رکھتے ہوں فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوجود شریعت کی تشریح اور تعبیر کے لیے عدالت کے سامنے اس مقصد کے لیے وضع کیے جانے والے قواعد کے مطابق پیش ہونے کے اہل ہوں گے۔

(۳) صدر، چیف جسٹس عدالت عالیہ کے مشورے سے ذیلی دفعہ (۱) کی غرض کے لیے قواعد مرتب کرے گا جن میں ججوں اور عدالتوں میں معاونینِ عدالت کی حیثیت سے تقرر کے لیے مطلوبہ اہلیت اور تجربہ کی وضاحت ہوگی۔

(۴) ایسے اشخاص جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد یا کسی دیگر یونیورسٹی سے قانون اور شریعت میں گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ ڈگریاں رکھتے ہوں فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوجود، اس غرض کے لیے حکومت کے وضع کردہ قواعد کے مطابق ایڈووکیٹ کی حیثیت سے اندراج کے اہل ہوں گے۔

(۵) اس دفعہ کے احکام کسی طور پر بھی قانون پیشہ اشخاص اور مجالس وکلاء متعلق قانون کے تحت اندراج شدہ وکلاء کے مختلف عدالتوں، ٹریبونلوں اور دیگر مقتدرات بشمول عدالت عظمیٰ کسی عدالت عالیہ یا وفاقی شرعی عدالت میں پیش ہونے کے حق پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

۸۔ **مفتیوں کا تقرر:** (۱) صدر، چیف جسٹس پاکستان یا چیف جسٹس وفاقی عدالت اور چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کے مشورہ سے، جس طرح وہ مناسب تصور کرے ایسے اور اتنے مفتیوں کا تقرر کرے گا جو عدالت عظمیٰ، عدالت عالیہ اور وفاقی شرعی عدالت کی شریعت کے احکام کی تعبیر و تشریح میں اعانت کے لیے مطلوب ہوں۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مقرر کردہ کوئی مفتی صدر کی رضامندی کے دوران اپنے عہدہ پر فائز رہے گا اور اس کا عہدہ فی الوقت کسی نائب اٹارنی جنرل برائے پاکستان کے برابر ہوگا۔

(۳) مفتی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ حکومت کو ایسے قانونی امور کے بارے میں جن پر شریعت کی تشریح و تعبیر درکار ہو مشورہ دے اور ایسے دیگر فرائض انجام دے جو حکومت کی طرف سے اس کے سپرد یا اس کو تفویض کیے جائیں اور اسے حق حاصل ہوگا کہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ میں جب کہ وہ اس قانون کے تحت اختیار سماعت استعمال کر رہی ہوں اور وفاقی شرعی عدالت میں سماعت کے لیے پیش ہو۔

(۴) کوئی مفتی کسی فریق کی وکالت نہیں کرے گا بلکہ زیر دائرہ معاملے سے متعلق اپنی دانست کے مطابق شریعت کے حکم بیان کرے گا، اس کی توضیح، تشریح و تعبیر کرے گا اور شریعت کی تشریح کے بارے میں اپنا تحریری بیان عدالت میں پیش کرے گا۔

(۵) حکومت پاکستان کی وزارت قانون و انصاف مفتیوں کے بارے میں انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

(۹) **شریعت کی تدریس و تربیت:** (۱) مملکت اسلامی قانون کے مختلف شعبوں میں تعلیم و تربیت کے لیے مؤثر انتظامات کرے گی تاکہ شریعت کے مطابق نظام عدل کے لیے تربیت یافتہ افراد دستیاب ہو سکیں۔

(۲) مملکت ماتحت عدلیہ کے ارکان کے لیے وفاقی جوڈیشل اکادمی اسلام آباد اور اسی طرح کے دیگر اداروں میں مسلمہ مکاتب فکر کے فقہ اور اصول فقہ کی تدریس و تربیت نیز باقاعدہ و تفصیل سے تجدیدی پروگراموں کے انعقاد کے لیے مؤثر انتظامات کرے گی۔

(۳) مملکت پاکستان کے لاء کالجوں میں مسلمہ مکاتب فکر کے فقہ اور اصول فقہ کے جامع اسباق کو نصاب میں شامل کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے گی۔

(۱۰) **معیشت کو اسلامی بنانا:** (۱) مملکت اس امر کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے گی کہ پاکستان کے معاشی نظام کی تعمیر اجتماعی عدل کے اسلامی معاشی اصولوں، اقدار اور ترجیحات کی بنیاد پر کی جائے اور دولت کمانے کے ان تمام ذرائع پہ پابندی ہو جو خلاف شریعت ہیں۔

(۲) صدر اس قانون کے آغاز نفاذ کے ساٹھ دن کے اندر ایک مستقل کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین معاشیات علماء اور منتخب

نمائندگان پارلیمنٹ پر مشتمل ہوگا جن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

(۳) کمیشن کے چیئرمین کو حسب ضرورت مشیر مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۴) کمیشن کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے:

(الف) معیشت کو اسلامی بنانے کے عمل کی نگرانی کرنا اور عدم تعمیل کے معاملات وفاقی حکومت کے علم میں لانا۔

(ب) کسی مالیاتی قانون یا محصولات اور فیسوں کے عائد کرنے اور وصول کرنے سے متعلق کسی قانون یا بنکاری اور بیمہ کے عمل اور طریقہ کار کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سفارش کرنا۔

(ج) دستور کے آرٹیکل ۳۸ کی روشنی میں عوام کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کے حصول کے لیے پاکستان کے معاشی نظام میں تبدیلیوں کی سفارش کرنا اور

(د) ایسے طریقے اور اقدامات تجویز کرنا جن میں ایسے موزوں متبادلات شامل ہوں جن کے ذریعے وہ نظام معیشت نافذ کیا جا سکے جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔

(۵) کمیشن کی سفارش پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے تقرر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی اور اس کے بعد کمیشن حسب ضرورت وقتاً فوقتاً اپنی رپورٹیں پیش کرتا رہے گا۔ البتہ سال میں کم از کم ایک رپورٹ پیش کرنا لازمی ہوگا۔ کمیشن کی رپورٹ حکومت کو موصول ہونے کے ۳ ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور تمام صوبائی اسمبلیوں کے سامنے بحث کے لیے پیش کی جائے گی۔

(۶) کمیشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے اپنی کارروائی کے انصرام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہوگا۔

(۷) جملہ انتظامی مقتدرات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی اعانت کریں گے۔

(۸) وزارت خزانہ حکومت پاکستان اس کمیشن سے متعلق انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

(۱۱) <u>ذرائع ابلاغ عامہ اسلامی اقدار کو فروغ دیں گے</u>: مملکت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے مؤثر اقدام کرے جن کے ذریعے ذرائع ابلاغ عامہ سے اسلامی اقدار کو فروغ ملے نیز نشر و ابلاغ کے ہر ذریعہ سے خلاف شریعت پروگرام، فواحش اور منکرات کی اشاعت پر پابندی ہوگی۔

(۱۲) <u>تعلیم کو اسلامی بنانا</u>: (۱) مملکت اسلامی معاشرہ کی حیثیت سے جامع اور متوازن ترقی کے لیے مؤثر اقدامات کرے گی تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ پاکستان کے نظام تعلیم و تدریس کی اساس اسلامی اقدار پر ہو۔

(۲) صدر مملکت اس قانون کے آغاز نفاذ سے ساٹھ دن کے اندر تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے ایک کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین تعلیم، ماہرین ابلاغ عامہ، علماء اور منتخب نمائندگان پارلیمنٹ پر مشتمل ہوگا جن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

(۳) کمیشن کے چیئرمین کو حسب ضرورت مشیر مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۴) کمیشن کے کارہائے منصبی یہ ہوں گے:۔

(الف) دفعہ ۱۱ اور اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (۱) میں متذکرہ مقاصد کے حصول کے لیے پاکستان کے تعلیمی نظام اور ذرائع ابلاغ کا جائزہ لے اور اس بارے میں سفارشات پیش کرے۔

(ب) تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے عمل کی نگرانی کرے اور عدم تعمیل کے معاملات وفاقی حکومت کے علم میں لائے۔

(۵) کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے تقرر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی اور اس کے بعد کمیشن حسب ضرورت وقتاً فوقتاً اپنی رپورٹیں پیش کرتا رہے گا۔ البتہ سال میں کم از کم ایک رپورٹ پیش کرنا لازمی ہوگا۔ کمیشن کی رپورٹ حکومت کو موصول ہونے کے تین ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور تمام صوبائی اسمبلیوں کے سامنے بحث کے لیے پیش کی جائے گی۔

(۶) کمیشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے اپنی کارروائی کے انصرام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہوگا۔

(۷) جملہ انتظامی مقتدرات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی

امانت کریں گے۔

(۸) وزارت تعلیم حکومت پاکستان اس کمیشن سے متعلق انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

(۱۳) **عمال حکومت کے لیے شریعت کی پابندی:** انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے تمام مسلمان ارکان کے لیے فرائض شریعت کی پابندی اور کبائر سے اجتناب لازم ہوگا۔

(۱۴) **قوانین کی تعبیر شریعت کی روشنی میں کی جائے گی:** اس قانون کی غرض کے لیے

(اوّل) قانون موضوعہ کی تشریح و تعبیر کرتے وقت، اگر ایک سے زیادہ تشریحات و تعبیرات ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا جائیگا جو اسلامی اصولوں اور فقہی قواعد و ضوابط اور اصول ترجیح کے مطابق ہو اور

(دوم) جب دو یا دو سے زیادہ تشریحات و تعبیرات مساوی طور پر ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا جائے گا جو اسلامی احکام اور دستور میں بیان کردہ حکمت عملی کے اصولوں کو فروغ دے۔

(۱۵) **بین الاقوامی مالی ذمہ داریوں کا تسلسل:** اس قانون کے احکام یا اس کے تحت دیے گئے کسی فیصلے کے باوجود اس قانون کے نفاذ سے پہلے کسی قومی ادارے اور بیرونی ایجنسی کے درمیان عائد کردہ مالی ذمہ داریاں اور کیے گئے معاہدے موثر، لازم اور قابل عمل رہیں گے۔

تشریح: اس دفعہ میں "قومی ادارے" کے الفاظ میں وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت، کوئی قانونی کارپوریشن، کمپنی، ادارہ، تجارتی ادارہ اور پاکستان میں کوئی شخص شامل ہوں گے اور "بیرونی ایجنسی" کے الفاظ میں کوئی بیرونی حکومت، کوئی بیرونی مالی ادارہ، بیرونی سرمایہ منڈی بشمول بنک اور کوئی بھی قرض دینے والی بیرونی ایجنسی بشمول کسی شخص کے شامل ہوں گے۔

(۱۶) **موجودہ ذمہ داریوں کی تکمیل:** اس قانون میں شامل کوئی امر یا اس کے تحت کوئی دیا گیا فیصلہ کسی عائد کردہ مالی ذمہ داری کی باضابطگی پر اثر انداز نہیں ہوگا بشمول ان ذمہ داریوں کے جو وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی مالی یا قانونی کارپوریشن یا دیگر ادارے نے کسی دستاویزات کے تحت واجب کی ہوں یا اس کی طرف سے کی گئی ہوں، خواہ وہ معاہداتی ہوں یا بصورت دیگر ہوں یا ادائیگی کے وعدے کے تحت ہوں اور یہ تمام ذمہ داریاں، وعدے اور مالی پابندیاں قابل عمل لازم اور موثر رہیں گی۔

(۱۷) **قواعد:** متعلقہ حکومت، سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے اس قانون کی اغراض کی بجا آوری کے لیے وضع کر سکے گی۔

بقیہ: نو سالہ ماں

ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ ان دانشوروں نے اس روایت کے انکار کے لیے یہ مفروضہ قائم کر دیا کہ نو سالہ لڑکی بالغ اور ماں کیسے بن سکتی ہے لیکن جب یہی دانشور اخبارات کی زبانی اور تصاویر کی روشنی میں نو سالہ لڑکی کے نہ صرف بالغ ہونے بلکہ صحت مند بچے کو جنم دے کر ماں بن جانے کی خبر پڑھتے ہیں تو اسے تسلیم کرنے میں انہیں ذرا بھی جھجک نہیں ہوتی۔ "یوں ہو سکتا ہے" کہہ کر اس کا برملا اعتراف کر لیتے ہیں۔ کسی قسم کا کوئی اشکال کوئی شرم و عار محسوس نہیں کرتے نہ اخباری رپورٹروں کو کوسا جاتا ہے نہ مصوروں کو برا کہا جاتا ہے مگر جب یہی بلکہ اس سے کم بات اگر کسی حدیث میں پڑھتے ہیں تو قیامت برپا ہو جاتی ہے، جی بھر کر گالیاں دی جاتی ہیں، حدیث کی اصلاح کا مشورہ دیا جاتا ہے، عجمی سازش کی رٹ لگائی جاتی ہے ملا ملائیت کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا جاتا ہے۔

آخر اس انکار کا مقصد کیا ہے؟ کیا بات ہے کہ اخبار کی خبر بلا چون و چرا مان لی جائے اور کتب احادیث کی تکذیب کر دی جائے کیا اس کا صاف مقصد یہ نہیں کہ اہل اسلام کے قلوب سے احادیث اور محدثین کی عظمت و وقعت گرا دی جائے، مسائل و احکام میں من مانی کی اجازت دی جائے اور قرآن کی تشریح میں ہر شخص کو آزاد کر دیا جائے! سوچئے اس کا انجام کیا ہوگا۔ اللہ سب کو عقل سلیم اور قلب صحیح نصیب فرمائے۔ آمین۔